بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ الحج (22)

آیت نمبر (1 تا 4)

ذ	ھ	ل

(ف) ذَھِلَا بھول جانا۔غافل ہوجانا۔زیر مطالعہ آیت۔2

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اتَّقُوۡا	رَبَّكُمۡ ۚ	اِنَّ	زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ	شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ ۞
اے لوگو	تم لوگ بچو	اپنے رب (کی نافرمانی) سے	یقیناً	اس گھڑی کا زلزلہ	ایک عظیم چیز ہے

يَوۡمَ	تَرَوۡنَهَا	تَذۡهَلُ	كُلُّ مُرۡضِعَةٍ	عَمَّاۤ	اَرۡضَعَتۡ
جس دن	تم لوگ دیکھو گے اس کو (کہ)	غافل ہوجائے گی	ہر دودھ پلانے والی	اس سے جس کو	اس نے دودھ پلایا

وَتَضَعُ	كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ	حَمۡلَهَا	وَتَرَى	النَّاسَ	سُكٰرٰى	وَ	مَا هُمۡ
اور ڈال دے گی	ہر حمل والی	اپنے حمل کو	اور تو دیکھے گا	لوگوں کو	بہت نشہ میں	حالانکہ	وہ نہیں ہوں گے

بِسُكٰرٰى	وَلٰـكِنَّ	عَذَابَ اللّٰهِ	شَدِيۡدٌ ۞	وَمِنَ النَّاسِ	مَنۡ	يُّجَادِلُ
نشہ میں	اور وہ لیکن (بلکہ)	اللہ کا عذاب	شدید ہے	اور وہ لوگوں میں سے	وہ (بھی ہے) جو	بحث کرتا ہے

فِى اللّٰهِ	بِغَيۡرِ عِلۡمٍ	وَّيَتَّبِعُ	كُلَّ شَيۡطٰنٍ مَّرِيۡدٍ ۞	كُتِبَ	عَلَيۡهِ
اللہ (کے بارے) میں	کسی علم کے بغیر	اور وہ پیروی کرتا ہے	ہر ایک سرکش شیطان کی	لکھا گیا	اس (شخص) پر

اَنَّهٗ	مَنۡ	تَوَلَّاهُ	فَاَنَّهٗ	يُضِلُّهٗ
(کہ) حقیقت یہ ہے کہ	جو	دوست بناتا ہے اس (شیطان) کو	تو پھر تو وہ	گمراہ کرے گا اس کو

وَيَهۡدِيۡهِ	اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ۞
اور وہ رہنمائی کرے گا اس کی	شعلوں والی آگ کے عذاب کی طرف

نوٹ: 1

زیر مطالعہ پہلی آیت میں جس زلزلہ کا ذکر ہے یہ قیامت کی ابتدائی کیفیات میں سے ہے۔ نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ نفخ صور کے تین مواقع ہیں۔ پہلے نفخ فَزَع ہوگا جو عام سراسمیگی پیدا کرے گا۔ دوسرا نفخ صَعْق ہوگا جب سب مر کر گر جائیں گے اور تیسرے نفخ پر سب لوگ زندہ ہوکر خدا کے حضور پیش ہوجائیں گے۔ پہلے نفخ کی تفصیلی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے بتایا کہ اس وقت زمین کی حالت اس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو۔ یا اس معلق قندیل کی سی ہوگی جس کو ہوا کے جھونکے بری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔

(تفہیم القرآن)

آیت نمبر(5تا7)

م ض غ

(ف) مَضْغًا — چپانا

مُضْغَۃٌ — گوشت کا چھوٹا ٹکڑا جو چپانے کے لیے منہ میں ڈالا جا سکے۔ گوشت کی بوٹی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ط ف ل

(خ) طُفُوْلَۃً — نرم ونازک ہونا۔

طِفْلٌ — ج اَطْفَالٌ۔ بچہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ھ م د

ھَمْدًا — آگ کا بجھنا۔ ٹھنڈا ہونا۔ زمین کا روئیدگی کے بغیر ہونا۔

ھَامِدَۃٌ — فَاعِلَۃٌ کے وان پر صفت ہے۔ بجھنے والی یعنی ٹھنڈی۔ بغیر روئیدگی کے ہونے والی یعنی بنجر۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ب ھ ج

بَھَاجَۃً — خوشنما ہونا۔ سرسبز وشاداب ہونا۔

بَھْجَۃٌ — اسم ذات ہے۔ خوشنمائی۔ شادابی۔ ﴿فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ﴾ (27/النمل:60) ’’پھر ہم نے اگائے اس سے باغات شادابی والے۔

بَھِیْجٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خوشنما۔ شاداب۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	اِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ رَيْبٍ	مِّنَ الْبَعْثِ	فَاِنَّا
اے لوگو	اگر	تم لوگ ہو	کسی شک میں	(دوبارہ) اٹھائے جانے سے	تو بیشک ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ	مِّنْ تُرَابٍ	ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک مٹی سے	پھر ایک نطفہ سے	پھر ایک جمے ہوئے خون سے

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ	وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ	لِّنُبَيِّنَ	لَكُمْ ۭ
پھر ایک چکنی کی ہوئی گوشت کی بوٹی سے	اور بغیر چکنی کی ہوئی (بوٹی) سے	تاکہ ہم واضح کریں	تمہارے لیے (حقائق کو)

وَنُقِرُّ	فِي الْاَرْحَامِ	مَا	نَشَاۗءُ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ
اور ہم ٹھہراتے ہیں	رحموں میں	اس چیز کو جس کو	ہم چاہتے ہیں	ایک معین مدت تک	پھر ہم نکالتے ہیں تم لوگوں کو

طِفْلًا	ثُمَّ	لِتَبْلُغُوْٓا	اَشُدَّكُمْ ۚ	وَمِنْكُمْ مَّنْ	يُّتَوَفّٰى
ایک بچہ ہوتے ہوئے	پھر (ہم بڑھاتے ہیں)	تاکہ تم لوگ پہنچو	اپنی پختگی کو	اور تم میں وہ بھی ہے جس کو	موت دی جاتی ہے

وَمِنْكُمْ مَّنْ	يُّرَدُّ	اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ	لِكَيْلَا يَعْلَمَ	مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ	شَيْــــًٔا ۭ
اور تم میں وہ بھی ہے جو	لوٹا دیا جاتا ہے	عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف	تاکہ وہ نہ جانے	جاننے کے بعد سے	کچھ بھی

وَتَرَى	الْاَرْضَ	هَامِدَةً	فَاِذَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَيْهَا	الْمَآءَ	1301 اهْتَزَّتْ
اور تو دیکھتا ہے	زمین کو	بنجر حالت میں	پھر جب	ہم اتارتے ہیں	اس پر	پانی	تو وہ لہلہاتی ہے

وَرَبَتْ	وَاَنْۢبَتَتْ	مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑤	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰهَ
اور ابھرتی ہے	اور وہ اگاتی ہے	ہر ایک شاداب جوڑے میں سے	یہ	اس سبب سے ہے کہ	اللہ

هُوَ الْحَقُّ	وَاَنَّهٗ	يُحْيِ	الْمَوْتٰى	وَاَنَّهٗ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ۙ⑥
ہی حق ہے	اور یہ کہ وہ ہی	زندگی دیتا ہے	مردوں کو	اور یہ کہ وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

وَّاَنَّ	السَّاعَةَ	اٰتِيَةٌ	لَّا رَيْبَ	فِيْهَا	وَاَنَّ	اللّٰهَ
اور یہ کہ	وہ گھڑی (یعنی قیامت)	آنے والی ہے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے	اس میں	اور یہ کہ	اللہ

يَبْعَثُ	مَنْ	فِي الْقُبُوْرِ ⑦
(دوبارہ) اٹھائے گا	ان کو جو	قبروں میں ہیں

نوٹ:1 خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کا یا تو یہ ہے کہ ہر انسان ان مادوں سے پیدا کیا جاتا ہے جو سب کے سب زمین سے حاصل ہوتے ہیں اور اس تخلیق کی ابتدا نطفے سے ہوتی ہے۔ یا یہ کہ نوع انسانی کا آغاز حضرت آدمؑ سے کیا گیا جو براہ راست مٹی سے بنائے گئے تھے اور پھر آگے نسل انسانی کا سلسلہ نطفہ سے چلا۔ اس کے آگے اشارہ ہے ان مختلف اطوار کی طرف جن سے ماں کے پیٹ میں بچہ گزرتا ہے۔ ان کی وہ تفصیلات بیان نہیں کی گئیں جو آج کل صرف طاقتور دوربینوں سے ہی نظر آسکتی ہیں، بلکہ ان بڑے بڑے نمایاں تغیرات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے اس زمانے کے عام بدو بھی واقف تھے۔ اسقاط کی مختلف حالتوں میں چونکہ تخلیق انسانی کے یہ سب مراحل لوگوں کے مشاہدے میں آتے تھے اس لئے انہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے علم الجنین کی تفصیلی تحقیقات کی نہ اس وقت ضرورت تھی نہ آج ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 اَرْذَلِ الْعُمُرِ کا مطلب ہے وہ عمر جس میں انسان کے عقل و شعور اور حواس میں خلل آنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی عمر سے پناہ مانگی ہے اور آپ ﷺ یہ دعا بکثرت مانگتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ (یعنی بزدلی سے) وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (8 تا 13)

ع ط ف

(س) عَطْفًا — مائل ہونا۔ لگام موڑنا

عِطْفٌ — ہر چیز کا کنارہ۔ پہلو۔ زیر مطالعہ آیت۔9

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنْ	يُّجَادِلُ	فِي اللّٰهِ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	وَّلَا هُدًى
اور لوگوں میں سے	وہ (بھی ہے) جو	بحث کرتا ہے	اللہ (کے بارے) میں	کسی علم کے بغیر	اور نہ کسی ہدایت سے

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ﴿۸﴾	ثَانِيَ عِطْفِهٖ	لِيُضِلَّ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
اور نہ کسی روشن کتاب سے	اپنے پہلو کو موڑنے والا ہوتے ہوئے	تا کہ وہ گمراہ کرے (لوگوں کو)	اللہ کے راستہ سے

لَهٗ	فِي الدُّنْيَا	خِزْيٌ	وَّنُذِيْقُهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾
اس کے لئے ہے	دنیا میں	ایک رسوائی	اور ہم چکھائیں گے اس کو	قیامت کے دن	شعلے کا عذاب

ذٰلِكَ	بِمَا	قَدَّمَتْ	يَدٰكَ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيْسَ بِظَلَّامٍ
(اور ہم کہیں گے) یہ	اس سبب سے ہے جو	آگے بھیجا	تیرے دونوں ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	ذرا ظلم کرنے والا نہیں ہے

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع	وَمِنَ النَّاسِ	مَنْ	يَّعْبُدُ	اللّٰهَ	عَلٰى حَرْفٍ ۚ	فَاِنْ	اَصَابَهٗ	خَيْرُ
بندوں پر	اور لوگوں میں سے	وہ (بھی ہے) جو	بندگی کرتا ہے	اللہ کی	ایک کنارے پر	پھر اگر	آ لگے اس کو	کوئی بھلائی

اِطْمَاَنَّ ۚ	بِهٖ	وَاِنْ	اَصَابَتْهُ	فِتْنَةُ	اِنْقَلَبَ	عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ ۫
تو وہ مطمئن ہوتا ہے	اس سے	اور اگر	آ لگے اس کو	کوئی آزمائش	تو وہ الٹا پھر جاتا ہے	اپنے منہ کے بل

خَسِرَ	الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةَ ؕ	ذٰلِكَ	هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾	يَدْعُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اس نے نقصان اٹھایا	دنیا میں	اور آخرت میں	یہ	ہی صریح خسارہ ہے	وہ پکارتا ہے	اللہ کے علاوہ

مَا	لَا يَضُرُّهٗ	وَمَا	لَا يَنْفَعُهٗ ؕ	ذٰلِكَ	هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ ۚ	يَدْعُوْا
اس چیز کو جو	نقصان نہیں پہنچاتی اس کو	اور اس کو جو	نفع نہیں دیتی اس کو	یہ	ہی دور والی گمراہی ہے	وہ پکارتا ہے

لَمَنْ	ضَرُّهٗ	اَقْرَبُ	مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ	لَبِئْسَ الْمَوْلٰى	وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾
ضرور ہی اس کو	جس کا نقصان	زیادہ قریب ہے	اس کے نفع سے	یقیناً بہت ہی برا کارساز ہے	اور یقیناً بہت ہی برا ساتھی ہے

نوٹ:1 کہتے ہیں مَرَّ ثَانِيَ عِطْفِهٖ وہ تکبر کے ساتھ چلا (المنجد)۔ اس طرح یہ دراصل تکبر کے اظہار کے لئے عربی محاورہ ہے۔ ''اس میں تین کیفیتیں شامل ہیں۔ جاہلانہ ضد اور ہٹ دھرمی۔ تکبر اور غرورِ نفس۔ اور کسی سمجھانے والے کی بات کی طرف التفات نہ کرنا'' (تفہیم القرآن)۔ آدمی کے پاس دلیل نہ ہو اور وہ اپنے غلط موقف سے دستبردار ہونے کے لئے بھی تیار نہ ہو تو اس کے پندار کو بڑی چوٹ لگتی ہی۔ اس کا انتقام وہ اپنے غرور کا مظاہرہ کر کے لینے کی کوشش کرتا ہے۔ (تدبر القرآن)

نوٹ:2 کنارے کنارے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے نزول قرآن کے وقت بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ آج کے دور میں ایسے مسلمانوں کے لئے اسلام ان کے گلے کا چھچھوندر ہے جو نہ اگلے بنے نہ نگلے بنے۔ مسلمان گھرانے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اب اگر اسلام چھوڑتے ہیں تو خاندان برادری کے رشتے ناطے کٹ جاتے ہیں۔ باپ کی وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ وہ نقصان ہے جو یہ لوگ Afford نہیں کر سکتے۔ اور اگر اسلام پر پوری طرح عمل کرتے ہیں تو اپنے مغربی آقاؤں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔ اس پریشانی میں کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچتے ہیں اور مولوی کو بُرا بھلا کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کی صحیح تعبیر نہیں کرتے۔ پھر قرآن وحدیث کی من مانی تاویلیں کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر بھی کسی کروٹ چین نصیب نہیں ہوتا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر وہ محاورہ ذہن میں آتا ہے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا

نہ گھاٹ کا یعنی: خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ۔

آیت نمبر (14 تا 18)

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	يُدْخِلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ
بیشک اللہ	داخل کرے گا	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	ایسے باغات میں	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ ط	اِنَّ اللّٰهَ	يَفْعَلُ	مَا	يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾	مَنْ	كَانَ	يَظُنُّ	اَنْ
جن کے نیچے سے	نہریں	بیشک اللہ	کر گزرتا ہے	وہ جو	وہ ارادہ کرتا ہے	جو	ہے (کہ)	گمان کرتا ہے	کہ

لَّنْ يَّنْصُرَهُ	اللّٰهُ	فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	فَلْيَمْدُدْ	بِسَبَبٍ
ہرگز مدد نہیں کرے گا ان (نبیؐ) کی	اللہ	دنیا اور آخرت میں	تو چاہیے کہ وہ تان لے	ایک رسی کو

اِلَى السَّمَآءِ	ثُمَّ لْيَقْطَعْ	فَلْيَنْظُرْ	هَلْ يُذْهِبَنَّ	كَيْدُهٗ
آسمان تک	پھر ایک چاہیے کہ وہ کاٹ دے (اللہ کی مدد کو)	پھر وہ دیکھے	کیا لے جاتی ہے	اس کی تدبیر

مَا	يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾	وَكَذٰلِكَ	اَنْزَلْنٰهُ	اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ	وَّاَنَّ اللّٰهَ
اس چیز کو جو	خون کھولاتی ہے (اس کا)	اور اس طرح	ہم نے اتارا اس (قرآن) کو	واضح نشانیاں ہوتے ہوئے	اور یہ کہ اللہ

يَهْدِيْ	مَنْ	يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾	اِنَّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَالَّذِيْنَ	هَادُوْا
ہدایت دیتا ہے	اس کو جسے	وہ ارادہ کر	بیشک وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور وہ جو	یہودی ہوئے

وَالصّٰبِـِٕيْنَ	وَالنَّصٰرٰى	وَالْمَجُوْسَ	وَالَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْٓا ۖ	اِنَّ اللّٰهَ	يَفْصِلُ
اور صابئین	اور نصاریٰ	اور مجوسی	اور وہ جنہوں نے	شرک کیا	(تو) بیشک اللہ	فیصلہ کرے گا

بَيْنَهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط	اِنَّ اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾	اَلَمْ	تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
ان کے مابین	قیامت کے دن	بیشک اللہ	ہر چیز پر	عینی شاہد ہے	کیا تو نے غور نہیں کیا	کہ اللہ

يَسْجُدُ	لَهٗ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ
سجدہ کرتے ہیں	اس کو	وہ جو	آسمانوں میں ہیں	اور وہ جو	زمین میں ہیں

وَالشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ	وَالنُّجُوْمُ	وَالْجِبَالُ	وَالشَّجَرُ	وَالدَّوَآبُّ	وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ط
اور سورج	اور چاند	اور ستارے	اور پہاڑ	اور درخت	اور جانور	اور لوگوں میں سے اکثر

وَكَثِيْرٌ	حَقَّ	عَلَيْهِ	الْعَذَابُ ط	وَمَنْ	يُّهِنِ اللّٰهُ	فَمَا لَهٗ
اور اکثر (وہ ہیں)	ثابت ہوا	جن پر	عذاب	اور جس کو	ذلیل کرتا ہے اللہ	تو نہیں ہے اس کے لیے

مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	يَفْعَلُ	مَا	يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ 1301
کوئی بھی عزت دینے والا	بیشک اللہ	کر گزرتا ہے	وہ جو	وہ چاہتا ہے

نوٹ: 1 آیت ۔ ۱۵ کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کا راستہ روکنے والے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اس کے دین کی مدد نہ کرے تو یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ جب معاذ اللہ آنحضرت ﷺ سے منصب نبوت سلب ہو جائے اور آپ ؐ پر وحی آنا منقطع ہو جائے ۔ جو رسول اللہ ﷺ سے وحی کو منقطع کرنے کا کام کرنا چاہتا ہے تو وہ کسی طرح آسمان پر پہنچے اور وہاں جا کر اس سلسلہ وحی کو ختم کر دے ۔ ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے ۔ تو پھر اسلام کے خلاف غیظ و غضب کا کیا نتیجہ ۔ یہ تفسیر دُرِّ منثور میں ابن زید سے روایت کی ہے اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر اور صاف تفسیر ہے ۔ قرطبی نے اسی تفسیر کو ابو نحاس سے نقل کر کے فرمایا کہ یہ سب سے احسن تفسیر ہے اور حضرت عباس ؓ سے بھی اس تفسیر کو نقل کیا گیا ہے ۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (42 تا 45)

س ب ب

(ن) صَبًّا اوپر سے پانی گرانا ۔ برسانا ۔ انڈیلنا ۔ زیر مطالعہ آیت ۔ ۱۹ ۔

ص ھ ر

(ف) صَھْرًا (۱) پگھلانا ۔ گلانا (۲) قریب و نزدیک کرنا ۔ زیر مطالعہ آیت ۔ ۲۰ ۔

(مفاعلہ) مُصَاھَرَةً ایک دوسرے کے قریب ہونا ۔ شادی سے رشتہ دار بننا ۔

صِھْرٌ سسرالی رشتے دار ۔ ﴿فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ﴾ (25/الفرقان:54) ”پھر اس نے بنایا اس کو رشتہ دار باپ دادا سے اور ناطے دار سسرال سے“

ذ ک ر

(ف) قَمْعًا کسی چیز کو کوٹنا ۔ ذلیل کرنا ۔

مِقْمَعٌ ج مَقَامِعُ ۔ کوٹنے کا آلہ ۔ ہتھوڑا ۔ زیر مطالعہ آیت ۔ 21

ل ء ل ء

(رباعی) لَأْلَأَةً ستارے یا بجلی کا چمکنا ۔

لُؤْلُؤٌ موتی زیر مطاعہ آیت ۔ ۲۳ ۔

ترکیب (آیت ۔ 19) خَصْمٌ مصدر ہے اور مصدر کی تثنیہ اور جمع نہیں آتی ۔ لیکن بعض مصادر اسم الفاعل کے معنی میں بھی آتے ہیں ۔ ان معانی میں پھر ان کی تثنیہ اور جمع آتی ہے ۔ جیسے رَبٌّ (پالنا) مصدر ہے لیکن اسم الفاعل (پالنے والا) کے معنی بھی آتا ہے اس معنی میں اس کی جمع ارباب آتی ہے ۔ اسی خَصْمٌ (زبانی جھگڑا کرنا) مصدر ہے لیکن یہاں یہ اسم الفاعل (زبانی جھگڑا کرنے والا) کے معنی میں آیا ہے اس کے لیے اس کا

تثنیہ خَصْمٰنِ استعمال ہوا ہے۔ (آیت۔ ۲۳)۔ يُحَلَّوْنَ کا نائب فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی مِنْ اَسَاوِرَ بھی ہے اور لُؤْلُؤًا بھی ہے۔ اس لیے یہ حالت نصب میں ہے مِنْ اَسَاوِرَ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ اردو میں اس کا مفہوم ''جیسے'' یا ''مثلاً'' کے الفاظ سے ادا ہوتا ہے جبکہ مِنْ ذَهَبٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔ ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ (آیت ۲۴) یہاں پر اَلْحَمِيْدِ اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر نہیں آیا ہے بلکہ اس کے نام کے طور پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے جو دوسرا لفظ قرآن میں اس کے نام کے طور پر آیا ہے وہ اَلرَّحْمٰنُ ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب)۔ جیسے ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ ﴾ (20/ طٰہٰ:5) ''الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہوا'' (آیت۔ ۲۵) سَوَاءً کو اگر پچھلے جملے سے متعلق مانیں تو آگے اَلْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ پچھلا جملہ لِلنَّاسِ پر ختم ہو گیا اور سَوَاءً سے نیا جملہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور یہ اَلْعَاكِفُ اور اَلْبَادِ کا حال ہے نوٹ کر لیں کہ بَادٍ یہاں حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ

هٰذٰنِ	خَصْمٰنِ	اخْتَصَمُوْا	فِيْ رَبِّهِمْ	فَالَّذِيْنَ
یہ	دو حجت بحث کرنے والے (گروہ) ہیں	جنہوں نے حجت تکرار کی	اپنے رب (کے بارے) میں	پس وہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا	قُطِّعَتْ	لَهُمْ	ثِيَابٌ	مِّنْ نَّارٍ ؕ	يُصَبُّ	مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ
انکار کیا	کاٹے جائیں گے	ان کے لیے	کپڑے	کسی آگ میں سے	انڈیلا جائے گا	ان کے سروں کے اوپر سے

الْحَمِيْمُ ۚ ۝۱۹	يُصْهَرُ	بِهٖ	مَا	فِيْ بُطُوْنِهِمْ	وَالْجُلُوْدُ ؕ ۝۲۰
کھولتا پانی	گلایا جائے گا	اس سے	اس کو جو	ان کے پیٹوں میں ہے	اور کھالوں کو (بھی)

وَلَهُمْ	مَّقَامِعُ	مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱	كُلَّمَآ	اَرَادُوْٓا	اَنْ	يَّخْرُجُوْا	مِنْهَا
اور ان کے لیے	ہتھوڑے ہیں	لوہے میں سے	جب کبھی	اور ارادہ کرتے ہیں	کہ	وہ نکلیں	اس سے

مِنْ غَمٍّ	اُعِيْدُوْا	فِيْهَا	وَذُوْقُوْا	عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۲۲ ع	اِنَّ اللّٰهَ
(اس کی) بے چینی سے	تو وہ لوٹا دیئے جائیں گے	اس میں	اور (کہا جائے گا) چکھو	شعلے کا عذاب	بیشک اللہ

يُدْخِلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ
داخل کرے گا	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	ایسے باغات میں	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا	مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	وَّلُؤْلُؤًا ؕ
جن کے نیچے سے	نہریں	ان کو آراستہ کیا جائے گا	ان (باغات) میں	مثلاً سونے کے کنگنوں سے	اور موتی سے

وَلِبَاسُهُمْ	فِيْهَا	حَرِيْرٌ ۝۲۳	وَهُدُوْٓا	اِلَى الطَّيِّبِ	مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ
اور ان کا لباس	ان (باغات) میں	باریک ریشم ہے	اور ان کی رہنمائی کی جائے گی	پاکیزہ کی طرف	بات میں سے

وَهُدُوْٓا	اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴	اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
اور ان کی رہنمائی کی جائے گی	الحمید (یعنی اللہ تعالیٰ) کے راستے کی طرف	بیشک وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا

جَعَلۡنٰهُ	الَّذِیۡ	وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ	عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ	وَیَصُدُّوۡنَ
1301 ہم نے بنایا جس کو	وہ (مسجد)	اور مسجد حرام سے	اللہ کے راستے سے	اور روکتے ہیں (لوگوں کو)

وَمَنۡ	وَالۡبَادِ ؕ	فِیۡهِ	الۡعَاکِفُ	سَوَآءَ	لِلنَّاسِ
اور جو	اور صحرانشین (یعنی آفاقی) کا	اس (مسجد) میں	ٹھہرنے والے (یعنی مکہ کے شہری) کا	برابر (کا حق) ہے	لوگوں کے لیے

مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۵﴾	نُّذِقۡهُ	بِظُلۡمٍ	بِاِلۡحَادٍۭ	فِیۡهِ	یُّرِدۡ
ایک دردناک عذاب میں سے	تم ہم چکھائیں گے اس کو	کسی ظلم کے ساتھ	کسی کج روی کا	اس (مسجد) میں	ارادہ کرے گا

نوٹ:1

آیت۔19۔ میں اللہ کے بارے میں جھگڑا کرنے والے تمام گروہوں کو ان کی کثرت کے باوجود دو فریقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک فریق وہ جو انبیاء کی بات مان کر اللہ کی صحیح بندگی اختیار کرتا ہے۔ دوسرا وہ جو ان کی بات نہیں مانتا اور کفر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خواہ اس کے اندر آپس میں کتنے ہی اختلافات ہوں اور ان کے کفر نے کتنی ہی مختلف صورتیں اختیار کر لی ہوں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

آیت۔23۔ سے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ کنگن پہننا عورتوں کا زیور ہے اور مردوں کے لیے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے پر سر تاج پہننا عام مردوں کا رواج نہیں ہے بلکہ شاہی اعزاز ہے اسی طرح کنگن پہننا بھی شاہی اعزاز ہے۔ اس لیے اہل جنگ کو کنگن پہنائے جائیں گے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہنے گا اور جو دنیا میں شراب پئے گا وہ آخرت کی شراب سے محروم رہے گا اور جو دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں پیئے گا وہ آخرت میں سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیئے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ تینوں چیزیں اہل جنت کے لیے مخصوص ہیں۔ آپؐ کے ایک دوسرے ارشاد میں ہے کہ جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔ دوسرے اہل جنت ریشم پہنیں گے یہ نہیں پہن سکے گا۔ قرطبی نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ جنت میں اہل جنت کے درجات مختلف اور اعلیٰ و ادنیٰ ہوں گے۔ اس لیے یہ بھی اسی کی ایک صورت ہوگی۔ (معارف القرآن)

نوٹ:3

آیت۔25۔ میں ہے کہ مسجد حرام پر مکہ کے شہریوں اور باہر سے آنے والے یعنی آفاقی دونوں کا حق برابر ہے اس ضمن میں اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ مسجد حرام اور حرم شریف مکہ کے وہ تمام حصے جن سے افعال حج کا تعلق ہے جیسے صفا مروہ کے درمیان کا میدان اور منیٰ عرفات اور مزدلفہ کا پورا میدان، یہ سب زمینیں دنیا کے مسلمانوں کے لیے وقف عام ہیں۔ نیز جس ظالمانہ الحاد کے نتیجے میں عذاب الیم کی وعید سنائی گئی ہے وہ بھی صرف مسجد حرام سے متعلق نہیں بلکہ مناسک حج سے متعلق سب ہی مقامات کے لیے ہے۔ (حافظ ابن قیمؒ) کسی شخص کی ذاتی ملکیت ان پر نہ کبھی ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے لیکن ان کے علاوہ مکہ مکرمہ کے مکانات اور باقی حرم کی زمینوں کے متعلق اختلافات رائے ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ وہ بھی وقف عام ہیں۔ ان کا فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا حرام ہے۔ دوسری رائے یہ ہے مکہ کے مکانات کسی کی ملکیت ہو سکتے ہیں۔ ان کی خرید و فروخت اور ان کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔ امام حنیفہؒ سے دو روایتیں منقول ہیں۔ ایک قول کے مطابق دوسری دوسرے قول کے مطابق اور فتویٰ دوسرے قول پر ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (26 تا 29)

ض م ر

(ن) صُمُوْرٌ — دبلا پتلا ہونا۔ نحیف ولاغر ہونا۔

ضَامِرٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر صفت۔ دبلا۔ لاغر۔ زیر مطالعہ آیت۔27۔

ع م ق

(س۔ک) عُمْقًا — (1) دور دراز ہونا۔ لمبا یا طویل ہونا۔ (2) گہرا ہونا۔

عَمِیْقٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ لمبا۔ گہرا۔ زیر مطالعہ آیت 27

ت ف ث

(س) تَفَثًا — کسی چیز پر میل کچیل چڑھ جانا

تَفَثٌ — اسم ذات بھی ہے۔ میل کچیل۔ زیر مطالعہ آیت 29۔

ع ت ق

(ص۔ن) عَتْقًا — (1) آزاد ہونا۔ (2) پرانا ہونا۔

عَتِیْقٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ آزاد۔ پرانا۔ زیر مطالعہ آیت۔29۔

ترجمہ

وَاِذْ بَوَّاْنَا	لِاِبْرٰهِيْمَ	مَكَانَ الْبَيْتِ	اَنْ لَّا تُشْرِكْ	بِیْ
اور جب ہم نے نشاندہی کی	ابراہیمؑ کے لیے	اس گھر (یعنی خانہ کعبہ) کی جگہ کی	(اور حکم دیا) کہ شریک مت کرنا	میرے ساتھ

شَيْئًا	وَّطَهِّرْ	بَيْتِيَ	لِلطَّآئِفِيْنَ	وَالْقَآئِمِيْنَ	وَالرُّكَّعِ
کسی کو بھی	اور پاک رکھنا	میرے گھر کو	طواف کرنے والوں کے لیے	اور قیام کرنے والوں کے لیے	اور رکوع کرنے والوں کے لیے

السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾	وَاَذِّنْ	فِي النَّاسِ	بِالْحَجِّ	يَاْتُوْكَ
سجدہ کرنے والوں کے لیے	اور آپؐ اعلان کریں	لوگوں میں	حج کے لیے	تو وہ لوگ آئیں گے آپؐ کے پاس

رِجَالًا	وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ	يَّاْتِيْنَ	مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾
پیدل چلنے والے ہوتے ہوئے	اور ہر ایک دبلی پتلی (سواری) پر	وہ سب (سواریاں) آئیں گی	ہر ایک کشادہ دور دراز راستوں سے

لِّيَشْهَدُوْا	مَنَافِعَ	لَهُمْ	وَيَذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ	فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
تاکہ وہ دیکھیں	فائدہ اٹھانے کی چیزوں کو	اپنے لیے	اور یاد کریں	اللہ کا نام	معلوم دنوں میں

عَلٰى مَا	رَزَقَهُمْ	مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ	فَكُلُوْا	مِنْهَا	وَاَطْعِمُوا	الْبَآئِسَ	الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾
اس پر جو	اس نے عطا کیا ان کو	بے زبان مویشیوں میں سے	پھر تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	اور کھلاؤ	بدحال کو	محتاج کو

ثُمَّ لْيَقْضُوْا	تَفَثَهُمْ	وَلْيُوْفُوْا	نُذُوْرَهُمْ	وَلْيَطَّوَّفُوْا 1301
پھر چاہیے کہ وہ فارغ ہوں	اپنے میل کچیل سے	اور چاہیے کہ وہ پوری کریں	اپنی منتیں	اور چاہیے کہ وہ طواف کریں

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾
اس قدیم گھر کا

نوٹ: 1 حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب ابراہیمؑ کو حج کے اعلان کا حکم ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ (یہاں تو میدان ہے کوئی سننے والا نہیں) جہاں آبادی ہے وہاں میری آواز کیسے پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری صرف اعلان کرنے کی ہے اس کو ساری دنیا میں پہنچانے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے جبل ابی قبیس پر چڑھ کر یہ اعلان کیا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیمؑ کی یہ آواز اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں پہنچا دی۔ صرف اس وقت کے زندہ انسانوں تک ہی نہیں بلکہ جو انسان آئندہ تا قیامت پیدا ہونے والے تھے ان سب تک یہ آواز پہنچا دی گئی جس جس نے اس آواز کے جواب میں لبیک اللھم لبیک کہا اسے حج نصیب ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حج کے تلبیہ کی اصل بنیاد یہی نداء ابراہیمی کا جواب ہے (معارف القرآن)

آیت نمبر (30 تا 33)

و ث ن

(ض) وُثُوْنًا عہد پر جمے رہنا۔ ثابت رہنا

وَثَنٌ ج اَوْثَانٌ۔ بت۔ زیر مطالعہ آیت۔30۔

س ح ق

(س) سُحْقًا دور ہونا۔

سُحْقٌ اسم ذات بھی ہے۔ دوری۔ ﴿فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١١﴾﴾ (67/الملک: 11) "پس دوری ہے دوزخ والوں کے لیے"

سَحِيْقٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دور۔ زیر مطالعہ آیت۔31۔

ترجمہ

ذٰلِكَ ۚ	وَمَنْ	يُّعَظِّمْ	حُرُمٰتِ اللّٰهِ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّهٗ	عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ
یہ ہے	اور جو	تعظیم کرتا ہے	اللہ کی حرمتوں کی	تو وہ	بہتر ہے	اس کے لیے	اس کے رب کے پاس

وَاُحِلَّتْ	لَكُمُ	الْاَنْعَامُ	اِلَّا مَا	يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	فَاجْتَنِبُوا	الرِّجْسَ
اور حلال کئے گئے	تم لوگوں کے لیے	چوپائے	سوائے اس کے جو	پڑھ کر سنایا جاتا ہے تم کو	پس تم لوگ بچو	گندگی سے

مِنَ الْاَوْثَانِ	وَاجْتَنِبُوْا	قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ لا	حُنَفَاۗءَ	لِلّٰهِ	غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ
مثلاً بتوں سے	اور تم لوگ بچو	جھوٹ کی بات سے	یکسو ہوتے ہوئے	اللہ کے لیے	اس کے ساتھ (کسی کو) شریک کرنے والے نہ ہوتے ہوئے

وَمَنْ	يُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ	فَكَاَنَّمَا	خَرَّ	مِنَ السَّمَآءِ
اور جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو وہ اس کی مانند ہے کہ جو	گرا	آسمان سے

فَتَخْطَفُهُ	الطَّيْرُ	اَوْ تَهْوِيْ بِهِ	الرِّيْحُ	فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾
پھر اچک لیتے ہیں اس کو	پرندے	یا گراتی ہے اس کو	ہوا	کسی دور والی جگہ میں

ذٰلِكَ ق	وَمَنْ	يُّعَظِّمْ	شَعَآئِرَ اللّٰهِ	فَاِنَّهَا
یہ ہے	اور جو	تعظیم کرتا ہے	اللہ کا شعور حاصل کرنے کی علامتوں کی	تو یقیناً یہ

مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾	لَكُمْ	فِيْهَا	مَنَافِعُ
دلوں کے تقوٰی میں سے ہے	تم لوگوں کے لیے	ان (چوپایوں) میں	کچھ فائدہ اٹھانے کی چیزیں ہیں

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	ثُمَّ مَحِلُّهَآ	اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٣٣﴾ ع
ایک مقررہ مدت تک	پھر ان (چوپایوں) کی منزل	اس قدیم گھر کی طرف سے

نوٹ: 1

اہل عرب ہدی کے جانوروں کو بیت اللہ کی طرف جب لے جاتے تھے تو ان سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا، جیسے سواری کرنا، سامان لادنا، دودھ پینا وغیرہ، ان کے نزدیک گناہ تھا۔ اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لیے آیت۔33 میں فرمایا کہ ایک مقررہ مدت تک تم ان جانوروں سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ایسا کرنا تعظیم شعائر اللہ کے خلاف نہیں ہے۔ مقررہ مدت کی تفسیر میں اختلاف رائے ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ مقررہ مدت سے مراد یہ ہے کہ جب تک جانور کو قربانی کے لیے نامزد کر کے اسے ہدی سے موسوم نہ کر دیا جائے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ مقررہ مدت سے مراد قربانی کا وقت ہے۔ پہلی رائے اس لحاظ سے کمزور ہے کہ ہدی کے سوا دوسرے جانوروں سے استفادہ کرنے کے بارے میں کوئی شک نہیں تھا نہ ہے۔ اس لیے مذکورہ آیت میں استفادہ کی اجازت ہدی کے جانوروں سے متعلق ہے۔ شوافع نے دوسری رائے کو اختیار کیا ہے جبکہ حنفی پہلی رائے کے قائل ہیں لیکن اتنی گنجائش دیتے ہیں کہ بشرط ضرورت استفادہ جائز ہے۔ (تفہیم القران)

آیت نمبر (34 تا 35)

ترکیب

آیت 35 میں اَلْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ آیا ہے۔ اس میں اَلْمُقِيْمِيْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے اور اَلصَّلٰوةِ حالت جر میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مرکب اضافی ہے لیکن یہاں مضاف پر لام تعریف لگا ہوا ہے۔ حافظ احمد یار صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں یہ واحد مقام ہے جہاں ایسا ہے۔ اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں لیکن ان کے خیال میں اس کی کوئی معقول تاویل نہیں ہے۔ اس لیے اس کو ایک استثنائی صورت قرار دینا بہتر ہے۔

ترجمہ

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ	جَعَلْنَا	مَنْسَكًا	لِّيَذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ	عَلٰى مَا
اور ہر امت کے لیے	ہم نے مقرر کیا	قربانی کا ایک طریقہ	تاکہ وہ یاد کریں	اللہ کے نام کو	اس پر جو

رَزَقَهُمْ	مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط	فَاِلٰهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فَلَهٗٓ	اَسْلِمُوْا ط
اس نے عطا کیا ان کو	بے زبان مویشیوں میں سے	پس تم لوگوں کا الٰہ	واحد الٰہ ہے	تو اس کی ہی	تم لوگ فرمانبرداری کرو

وَبَشِّرِ	الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾	الَّذِيْنَ	اِذَا	ذُكِرَ	اللّٰهُ	وَجِلَتْ
اور آپ بشارت دیں	عاجزی کرنے والوں کو	وہ لوگ (کہ)	جب بھی	ذکر کیا جاتا ہے	اللہ کا	تو کانپ اٹھتے ہیں

قُلُوْبُهُمْ	وَالصّٰبِرِيْنَ	عَلٰى مَآ	اَصَابَهُمْ	وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ
ان کے دل	اور صبر کرنے والوں کو	اس پر جو	آپڑے ان پر	اور نماز کے قائم رکھنے والوں کو

وَمِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾
اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	وہ لوگ خرچ کرتے ہیں

نوٹ 1: آیت۔34 میں بتایا گیا ہے کہ شرائع الٰہی میں قربانی ایک قدیم ترین عبادت ہے۔اس حقیقت کی شہادت کے لیے یہ کافی ہے کہ تورات اور قرآن دونوں میں حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل کی قربانی کا ذکر موجود ہے (تدبر قرآن)۔اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ قربانی کا حکم جو اس امت کے لوگوں کو دیا گیا ہے کوئی نیا حکم نہیں ہے۔پچھلی سب امتوں کے بھی ذمہ قربانی کی عبادت لگائی گئی تھی۔

آیت نمبر (36 تا 38)

و ج ب

(ض) وَجُوْبًا ثابت ولازم ہونا۔واجب ہونا۔اس معنی میں قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔

وَجْبًا کسی چیز کا زمین پر گرنا۔سورج کا ڈوبنا۔زیر مطالعہ آیت۔36۔

ع ر ز

(ن۔ض) عَرًّا (1) خارش زدہ ہونا۔(2) سائل بن کر آنا۔

مَعَرَّةٌ اسم ذات ہے۔تکلیف۔برائی۔﴿فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ﴾ (48/الفتح:25) ’’نتیجتاً آ لگے تم لوگوں کو ان سے کوئی برائی کسی علم کے بغیر۔‘‘

(افتعال) اِعْتِرَارًا بغیر سوال کے بخشش کے لیے آنا۔المنجد) مانگنے کے لیے سامنے آنا لیکن منہ سے کچھ نہ کہنا۔صورت سوال بننا (حافظ احمد یار صاحب)۔

مُعْتَرٌّ اسم الفاعل ہے۔صورت سوال بننے والا۔زیر مطالعہ آیت۔36۔

ترجمہ

وَالْبُدْنَ	جَعَلْنٰهَا	لَكُمْ	مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	لَكُمْ
اور مکہ میں قربانی کے جانوروں کو!	ہم نے بنایا ان کو	تمہارے لیے	اللہ کا شعور حاصل کرنے کی علامتوں میں سے	تم لوگوں کے لیے

فِيْهَا	خَيْرٌ ۖ	فَاذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ	عَلَيْهَا	صَوَآفَّ ۚ	فَاِذَا
ان میں	بھلائی ہے	پس تم لوگ یاد کرو	اللہ کا نام	ان پر	(ان کی) قطار بنانے والے ہوتے ہوئے	پھر جب

وَجَبَتْ	جُنُوْبُهَا	فَكُلُوْا	مِنْهَا	وَاَطْعِمُوا	الْقَانِعَ	وَالْمُعْتَرَّ ۭ	كَذٰلِكَ
گر جائیں	ان کے پہلو	تو تم لوگ کھاؤ	ان میں سے	اور کھلاؤ	قناعت کرنے والے کو	اور صورت سوال بننے والے کو	اس طرح

سَخَّرْنٰهَا	لَكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۞	لَنْ يَّنَالَ	اللّٰهَ	لُحُوْمُهَا	وَلَا دِمَآؤُهَا
ہم نے مسخر کیا ان کو	تمہارے لیے	شاید کہ تم لوگ	شکر کرو	ہرگز نہیں پہنچے گا	اللہ کو	ان کا گوشت	1301 اور نہ ہی ان کا خون

وَلٰكِنْ	يَّنَالُهُ	التَّقْوٰى	مِنْكُمْ ؕ	كَذٰلِكَ	سَخَّرَهَا	لَكُمْ	لِتُكَبِّرُوا
اور لیکن	پہنچتا ہے اس کو	تقویٰ	تم لوگوں سے	اس طرح	اس نے مسخر کیا ان کو	تم لوگوں کے لیے	تا کہ تم بڑائی بیان کرو

اللّٰهَ	عَلٰى مَا	هَدٰىكُمْ ؕ	وَبَشِّرِ	الْمُحْسِنِيْنَ ۞
اللہ کی	اس پر جس کی	اس نے ہدایت کی تم کو	اور آپؐ بشارت دیجیے	بلاکم وکاست کام کرنے والوں کو

اِنَّ اللّٰهَ	يُدٰفِعُ	عَنِ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
بیشک اللہ	ہٹاتا ہے (برائی کو)	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ	كُلَّ خَوَّانٍ	كَفُوْرٍ ۞ ع
پسند نہیں کرتا	کسی بھی بار بار وعدہ خلافی کرنے والے کو	انتہائی ناشکری کرنے والے کو

نوٹ: 1

یہاں قربانی کا جو حکم دیا گیا ہے۔ وہ صرف حاجیوں کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ ہر ذی استطاعت مسلمانوں کے لیے عام ہے، جہاں بھی وہ ہوں۔ یہ بات متعدد احادیث میں وارد ہوئی ہے اور بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ خود مدینہ کے زمانۂ قیام میں ہر سال بقرعید کے موقع پر قربانی کرتے رہے ہیں اور مسلمانوں میں آپؐ کی سنت سے یہ طریقہ جاری ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص استطاعت رکھتا ہو پھر قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے ذبح کرلیا اسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے اور جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔ پس یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ بقرعید کے روز جو قربانی عام مسلمان دنیا بھر میں کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی جاری کی ہوئی سنت ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت۔ ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام محمد اور امام ابو یوسف اس کو واجب مانتے ہیں۔ جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ سنت ہے۔ (تفہیم القرآن)۔

نوٹ: 2

پاکستان میں کچھ NGOs اور فلاحی ادارے ایسے بھی ہیں جو زکوٰۃ اور قربانی کی کھالیں جمع کرتے ہیں اور لوگوں کو پٹی بھی پڑھاتے ہیں کہ قربانی کرنے کے بجائے وہی پیسے اگر ان کو دے دیئے جائیں جو وہ غرباء پر خرچ کریں تو ثواب زیادہ ملے گا۔ پھر جب ان کا رمضان اور بقرعید کا سیزن گزر جاتا ہے تو وہ لوگ ناچ گانے کی محفلیں سجا کر پیسے اکٹھا کرتے ہیں۔ پیٹ ان کا پھر بھی نہیں بھرتا اور وہاں سے ھل من مزید کی ہی صدا آتی رہتی ہے۔ قربانی نہ کرنے کے لیے ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو قربانی کا حکم ہے وہ حاجیوں کے لیے ہے۔ ان کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمان بقرعید پر جو قربانی کرتے ہیں اس کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہ مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں، ان کی دلیل میں خامی یہ ہے کہ یہ لوگ آیت نمبر۔36 کو اس کے سیاق یعنی آیت نمبر 34 سے الگ کر کے بیان کرتے ہیں۔ اگر دونوں آیتوں کو ملا کر غور کیا جائے تب پوری بات سمجھ میں آتی ہے۔

آیت نمبر 34۔ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کی عبادت کا ایک طریقہ مقرر کیا تھا۔۔ پھر یہ کہ تم لوگوں کا اِلٰہ بھی وہی اِلٰہ ہے جو ان امتوں کا ہے۔ اس کے آگے کا منطقی نتیجہ محذوف (Understood) چھوڑ دیا ہے یعنی اس لیے لوگوں کا بھی

قربانی کا ایک طریقۂ عبادت ہے۔ پھر فرمایا فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (پس اس کی ہی تم لوگ فرمانبرداری کرو)۔ یعنی اس الٰہ کی فرمانبرداری کرو جس نے ہر امت کے لیے قربانی کی عبادت مقرر کی ہے اور اپنی قربانی کی عبادت میں عقلی گھوڑے مت دوڑاؤ۔ اس کے بعد آیت۔36 میں اَلْبُدْنُ یعنی مکہ میں قربان کئے جانے والے جانوروں کے لیے بتایا کہ یہ شعائر اللہ ہیں۔ پھر آیت۔37۔ میں بتایا کہ قربانی کہیں بھی ہو۔ ان سب کی روح ایک ہی ہے اور وہ ہے تقویٰ، یعنی اس وقت سے ڈرنا جب اللہ کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑا ہونا ہے اور اللہ کی نافرمانی سے بچنا۔

آیت۔34 میں ہم نے جو بات محذوف مانی ہے اس کی سند رسول اللہ ﷺ کا وہ عمل ہے جو تواتر سے ثابت ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آپؐ نے حج تو ایک کیا ہے۔ اگر قربانی کا حکم صرف حاجیوں کے لیے ہوتا تو آپؐ حج میں قربانی کرتے اور باقی سالوں میں نہ کرتے یا کبھی کر لیتے، کبھی نہ کرتے۔ لیکن آپؐ نے مدینہ میں بلا ناغہ ہر سال نہ صرف خود قربانی کی بلکہ لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا اور اس کے لیے اتنی تاکید کی کہ کسی صاحب استطاعت نے اگر قربانی نہیں کرنی ہے تو وہ عیدگاہ میں نہ آئے۔ آپؐ نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ بقرعید کی نماز کے بعد سے تین دن تک جو قربانی ہوگی وہ اللہ کی مقرر کردہ عبادتِ قربانی میں شمار ہوگی بشرطِ نیت۔ اس کے بعد سے اگلے سال بقرعید کی نماز سے پہلے تک جتنی قربانیاں ہوں گی وہ بقرعید کی عبادت میں شمار نہیں ہوں گی۔ یہ مذکورہ آیت کی عملی تفسیر ہے۔

ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بقرعید کی قربانی واجب ہے یا سنت۔ اگر سنت بھی مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ یہ سنتِ غیر مؤکدہ یعنی مستحب نہیں ہے کہ کر لے تو ثواب ہے اور نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے، اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے ہی درجہ میں ہوتی ہے۔ اس کے نہ کرنے میں سب سے بڑا حرج یہ ہے کہ یہ عبادت نہ کرنے والے کا عیدگاہ میں آنا اللہ کے حبیب ﷺ کو پسند نہیں ہے۔

آیت نمبر (39 تا 41)

ھ د م

(ض) هَدْمًا — کسی چیز کو زمین پر گرا دینا۔ عمارت ڈھانا۔ زیر مطالعہ آیت۔40۔

ص م ع

(س) صَمَعًا — کانوں کا چھوٹا ہونے کے سبب سر سے چمٹا ہوا ہونا۔

صَوْمَعَةٌ — ج صَوَامِعُ۔ ایسی عمارت جس کا سر لمبا اور نوکدار ہو جیسے گرجا گھر، راہب کی کوٹھری، خانقاہ۔ زیر مطالعہ آیت۔40

ترجمہ

اُذِنَ	لِلَّذِيْنَ	يُقٰتَلُوْنَ	بِاَنَّهُمْ	ظُلِمُوْا ۭ	وَاِنَّ اللّٰهَ
اجازت دی گئی	ان کے لیے جن سے	جنگ کی جاتی ہے	اس وجہ سے کہ ان پر	ظلم کیا گیا	اور بیشک اللہ

عَلٰي نَصْرِهِمْ	لَقَدِيْرُ ۝ۙ39	الَّذِيْنَ	اُخْرِجُوْا	مِنْ دِيَارِهِمْ	بِغَيْرِ حَقٍّ
ان کی مدد کرنے پر	یقیناً قدرت رکھنے والا ہے	وہ لوگ جن کو	نکالا گیا	ان کے گھر سے	کسی حق کے بغیر

اِلَّآ اَنۡ	يَّقُوۡلُوۡا	رَبُّنَا	اللّٰهُ ؕ	وَلَوۡلَا	دَفۡعُ اللّٰهِ	1301 النَّاسَ
مگر (اس لیے) کہ	وہ لوگ کہتے ہیں (کہ)	ہمارا رب	اللہ ہے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا دفع کرنا	لوگوں کو

بَعۡضَهُمۡ	بِبَعۡضٍ	لَّهُدِّمَتۡ	صَوَامِعُ	وَبِيَعٌ	وَّصَلَوٰتٌ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو ضرور ڈھائی جاتیں	خانقاہیں	اور (نصاریٰ کی) عبادت گاہیں	اور (یہودیوں کے) عبادت خانے

وَّمَسٰجِدُ	يُذۡكَرُ	فِيۡهَا	اسۡمُ اللّٰهِ	كَثِيۡرًا ؕ	وَلَيَنۡصُرَنَّ	اللّٰهُ	مَنۡ
اور مسجدیں	یاد کیا جاتا ہے	جن میں	اللہ کا نام	کثرت سے	اور لازماً مدد کرے گا	اللہ	اس کی جو

يَّنۡصُرُهٗ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَقَوِىٌّ	عَزِيۡزٌ ﴿۴۰﴾	اَلَّذِيۡنَ	اِنۡ	مَّكَّنّٰهُمۡ
مدد کرتا ہے اس کی	بیشک اللہ	یقیناً قوی ہے	بالادست ہے	وہ لوگ (کہ)	اگر	ہم اختیار دیں ان کو

فِى الۡاَرۡضِ	اَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	وَاَمَرُوۡا
زمین میں	تو وہ قائم کریں گے	نماز کو	اور پہنچائیں گے	زکوٰۃ کو	اور حکم دیں گے

بِالۡمَعۡرُوۡفِ	وَنَهَوۡا	عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ	وَلِلّٰهِ	عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۱﴾
بھلائی کا	اور منع کریں گے	برائی سے	اور اللہ کے لیے ہی ہے	تمام معاملات کا انجام

نوٹ:1 آیت۔39 پہلی آیت ہے جو قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس میں صرف اجازت دی گئی ہے۔ بعد میں سورۂ بقرہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔ اجازت اور حکم میں صرف چند مہینوں کا فصل ہے۔ اجازت کی یہ آیت ذی الحجہ ۱ھ میں نازل ہوئی اور حکم جنگ بدر سے کچھ پہلے رجب یا شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت۔40 میں سب سے پہلے نصاریٰ کی خانقاہوں اور ان کے گرجوں کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد پر سب سے زیادہ معترض نصاریٰ ہی تھے۔ اگرچہ ان کی مخالفت کے محرکات بعض اور بھی تھے لیکن اس میں ان کے رہبانی تصور کو بڑا دخل تھا۔ قرآن نے ان کے اسی تصور پر یہاں ضرب لگائی ہے کہ جو لوگ جہاد کو دینداری کے خلاف قرار دے رہے ہیں اور وہ اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ اگر دینداری کا یہی تصور پہلے بھی ہوتا تو آج زمین پر خدا کی عبادت کا کوئی ایک گوشہ بھی محفوظ نہ ہوتا۔ یہاں نصاریٰ اور یہودی کی جن عبادت گاہوں کا حوالہ ہے، اصلاً ان کی حیثیت وہی تھی جو ہمارے ہاں مساجد کی ہے۔ ان میں خرابی اس وقت پیدا ہوئی جب اہل کتاب شرک اور بدعت میں مبتلا ہوئے۔ تدبر قرآن)۔

نوٹ:3 معروف کتاب ''اظہار الحق'' کے مصنف مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کا کہنا ہے کہ جہاد کا حکم شریعت محمدیؐ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ گزشتہ پیغمبروں کو بھی اس کا حکم تھا اور انہوں نے جہاد کیا ہے۔ بائبل میں اس کی مثالیں اور شواہد بکثرت ہیں۔ مولانا ان میں سے صرف اکیس مثالیں نقل کی ہیں۔ ان کی کتاب کے اردو ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' کی جلد۔۳۔ کے صفحات 455 سے 469 پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اس میں کتاب استثناء کے باب ۔20 کی آیات ۔10 تا17 ۔کا حوالہ دے کر مولانا رح فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے چھ قبائل کے حق میں یہ حکم دیا تھا کہ ان میں سے ہر جاندار کو تلوار کی دھار سے قتل کیا جائے، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں 1301 یا بچے، ان کے علاوہ دوسری قوموں کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ پہلے ان کو صلح کی دعوت دی جائے، پھر اگر وہ قبول کرلیں اور اطاعت قبول کریں اور جزیہ ادا کرنا منظور کریں تو بہتر ہے اور اگر وہ تیار نہ ہوں اور لڑائی کریں تو ان پر فتح حاصل کرنے کے بعد ان کے مردوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا جائے اور ان کے جانوروں اور اموال کو لوٹ لیا جائے اور مجاہدین میں تقسیم کردیا جائے۔